مولانا ظاہر شاہؒ

ایک شفیق ومہربان استاذ ومربی

مولانا محمد شفیع چترالی

جامعہ دارالعلوم کراچی کے سینئر استاذ اور ہمارے انتہائی شفیق ومہربان بزرگ حضرت مولانا محمد ظاہر شاہ صاحبؒ طویل علالت کے بعد پیر کی صبح کراچی میں انتقال فرما گئے ،إنا للہ وإنا إلیہ راجعون ۔

حضرت مولانا ظاہر شاہؒ ہمارے ضلع چترال کی مردم خیز وادی ''اویر'' کے گاؤں موژین میں ۱۹۴۶ء میں پیدا ہوئے ۔ آپؒ چترال کی حالیہ تاریخ کی سب سے بڑی علمی وروحانی شخصیت حضرت مولانا مستجاب خانؒ (۱۸۹۵-۱۹۸۴) کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور رشتے میں ان کے بھتیجے لگتے تھے ۔حضرت مولاناؒ نے قرآن مجید کی تعلیم اپنے گھر میں حاصل کی ، پھر درس نظامی کے لیے پشاور کا سفر کیا اور دارالعلوم سرحد میں داخلہ لیا، وہاں حضرت مولانا محمد امیر المعروف بجلی گھر صاحبؒ اور دیگر اساتذہ سے عربی ،صرف ونحو اور فارسی کی ابتدائی کتابیں پڑھیں ، پھر ۱۹۶۳ء میں کراچی آئے اور جامعہ دارالعلوم کراچی میں داخلہ لیا، جہاں مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ ،فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانویؒ ،حضرت مولانا اکبر علیؒ ،شیخ الحدیث حضرت مولانا سحبان محمودؒ ،حضرت مولانا شمس الحق خانؒ اور حضرت مولانا قاری رعایت اللہ رحمہم اللہ ایسے بزرگوں کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کرنے کی سعادت حاصل کی ۔ آپ حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب دامت برکاتہم اور شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم کی تدریس کے ابتدائی برسوں میں اُن کے شاگرد بھی رہے۔ علاوہ ازیں آپ کو عارف باللہ حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحئی عارفیؒ اور محقق العصر حضرت مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی بلند شہری ثم مہاجر مدنیؒ کی روحانی مجالس سے مستفید ہونے کے بھی خوب مواقع ملے ۔

۱۹۷۰ء کے اواخر میں دورۂ حدیث مکمل کیا اور جامعہ دارالعلوم کراچی ہی میں تخصص فی الفقہ الاسلامی میں داخلہ لیا۔ اس دوران اپنے شاندار علمی ذوق ، بہترین انتظامی صلاحیت اور جذبۂ خدمت سے اساتذہ کے دل جیت لیے اور تخصص سے فراغت کے بعد اُنہیں دارالعلوم ہی میں تدریس اور دار الاقامہ کی نگرانی پر مامور کردیا گیا اور مولاناؒ نے دو چار نہیں ، بلکہ ٹھیک چالیس سال تک مستقل مزاجی کے

ساتھ دار العلوم کی خدمت کا فریضہ سرانجام دے کر اپنے اکابر اور اساتذہ کے اس اعتماد پر پورا اتر کر دکھایا اور بالآخر دار العلوم کی مٹی کو ہی اوڑھ کر قدیمی قبرستان میں اپنے مشائخ کے پہلو میں ہی ابدی نیند سو گئے:

جان ہی دے دی جگر نے آج کوئے یار پر
عمر بھر کی بے قراری کو قرار آ ہی گیا

علماء کا ایک طبقہ وہ ہے جن کا فیض، اُن کی علمی خدمات، تصانیف، مضامین اور بیانات کی شکل میں پھیلتا ہے، اُن کے افکار و تعلیمات براہِ راست معاشرے تک پہنچتے ہیں اور اُن کے نام اور کام کا چرچا ہوتا ہے، جب کہ دوسرا طبقہ وہ ہے جو دینی مدارس کی نظامت اور تعلیم و تربیت سے وابستہ ہوتے ہیں، انہیں کتابیں لکھنے، تقریریں کرنے، تبلیغی دورے کرنے اور عوامی درس دینے کے مواقع نہیں مل پاتے، لیکن وہ درس و تدریس، تصنیف و تالیف، تبلیغ و تقریر کے لیے رجالِ کار کی تربیت و تیاری کی خدمت سر انجام دیتے ہیں۔ یہ حضرات کتابیں نہیں لکھتے، لیکن کتابیں لکھنے والے تیار کرتے ہیں۔ درسِ قرآن نہیں دیتے، لیکن مدرسین قرآن کو قرآنی تعلیمات کے سانچے میں ڈھالنے کا فرض نبھاتے ہیں۔ تبلیغ میں نہیں جاپاتے، لیکن مبلغین کی جماعت تشکیل دیتے ہیں۔ ان علماء کے نام سے بہت سے لوگ واقف نہیں ہوتے، لیکن ان کا کام معاشرے کے تانوں بانوں سے جھلک رہا ہوتا ہے۔ حضرت مولانا ظاہر شاہؒ بھی علماء کے اسی بے لوث اور گمنام طبقے سے تعلق رکھتے تھے۔ حضرت مولاناؒ خود اولاد کی نعمت سے محروم تھے، لیکن انہوں نے چالیس سال کے عرصے میں دنیا کے چالیس سے زائد ممالک کے ہزاروں بچوں کی تربیت کی۔ جامعہ دار العلوم کراچی میں درس نظامی کے کم عمر طلباء کے دار الاقامے کی نگرانی ہمیشہ مولاناؒ ہی کے پاس رہی اور انہوں نے اس حساس ذمہ داری کو نہایت خوبی کے ساتھ نبھایا۔ انہیں بچوں کی نفسیات، مسائل اور دلچسپیوں کو سمجھنے اور اس کے مطابق ان کی تربیت کا خصوصی ملکہ حاصل تھا۔

حضرت مولانا ظاہر شاہؒ ایک اچھے اور قابل مدرس بھی تھے۔ انہوں نے درس نظامی کے تقریباً تمام مروجہ علوم و فنون کی کتابیں پڑھائیں اور آخر تک وہ جامعہ دار العلوم کراچی میں معقولات اور منقولات کے استاذ رہے اور درجہ سادسہ تک پڑھاتے رہے۔ نیز عربی درجات میں بھی ان کے اسباق تھے۔ مولاناؒ کو عربی تکلم اور ادب پر بہت اچھا عبور حاصل تھا۔ ایک مجلس میں مولاناؒ ایک عرب استاذ کے ساتھ کافی دیر تک فصیح عربی میں کلام فرماتے رہے، راقم نے عرض کیا، حضرت! آپ جتنی روانی سے عربی میں تکلم فرماتے ہیں، بندہ اتنی روانی سے چترالی بھی نہیں بول سکتا، حضرت مولاناؒ نے مسکرا کر فرمایا کہ اپنی بولی تو اپنی بولی ہوتی ہے، لیکن عربی کی بات ہی الگ ہے۔ مولاناؒ نے حضرت الشیخ عبد الفتاح ابو غدہؒ سے بھی خوب استفادہ کیا۔ شیخؒ جب بھی پاکستان تشریف لاتے، اکثر جامعہ دار العلوم کراچی یا جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی میں قیام فرماتے اور جامعہ دار العلوم کراچی میں جب بھی قیام ہوتا تو حضرت مولانا ظاہر شاہؒ اپنی اچھی عربی دانی کے باعث دار العلوم کی جانب سے ان کی مہمان داری کا فریضہ سرانجام دیتے۔

حضرت مولانا ظاہر شاہؒ کو اللہ تعالیٰ نے زبردست وجاہت، خوبصورت قد وقامت، پُرکشش شخصیت، شیریں سخنی، وسعت نظری اور سلامت فکر سے نوازا تھا۔ مولاناؒ کی مجلس میں بیٹھنے والا اُٹھنے کا نام بھول جاتا۔ علم وادب، زبان وبیان، شاعری وثقافت، سیاست وحالاتِ حاضرہ پر ان کی گہری نظر، وسیع مطالعہ اور طویل مشاہدے پر مبنی جواہر ریز گفتگو سے ہر کوئی اپنے ظرف کے مطابق دامن بھرتا۔

راقم کی مہینے میں ایک بار ان کی خدمت میں حاضری لازم تھی۔ کبھی غیر حاضری ہو جاتی تو حضرتؒ فون کر کے گوشمالی کرتے۔ کراچی میں ہم چترالیوں کی ایک چھوٹی سی کمیونٹی ہے، ہماری کوئی بھی تقریب اُن کے بغیر مکمل نہیں ہوتی تھی، ہر چھوٹی بڑی مجلس میں وہی مرکز اُلفت اور وہی گلزارِ نظر ہوتے۔ دینی تقریبات کے علاوہ علاقائی معاملات، مشاعروں اور سماجی سرگرمیوں میں بھی ان کی سرپرستی ہماری ناگزیر ضرورت تھی۔ اُن کی وفات سے ہماری مجلسیں اُجڑ گئیں ہیں۔ کچھ دوستوں نے مولاناؒ کی یاد میں تعزیتی پروگرام منعقد کرنے کا مشورہ دیا تو یہ سوال ایک بگولے کی طرح خرمن خیال سے آلگا کہ مولانا ظاہر شاہؒ کے بغیر کوئی پروگرام کیسے ہو سکے گا؟۔

مولانا ظاہر شاہؒ ایک پُرعزم، زندہ دل اور باہمت انسان تھے۔ انہوں نے طویل عرصے تک شوگر کی موذی بیماری کا مقابلہ کیا، گزشتہ رمضان میں انہیں فالج کا دورہ پڑا جب وہ چترال میں تھے۔ اُنہیں کراچی منتقل کیا گیا اور نجی ہسپتال کے ہمارے کرم فرما قابل وفاضل نیورو سرجن ڈاکٹر محمد واسع شاکر کی نگرانی میں ان کا علاج چلتا رہا، اُن کی طبیعت بتدریج بہتر ہو رہی تھی، ایک ہفتہ قبل راقم خدمت میں حاضر ہوا تھا تو مولاناؒ نے اپنی صحت کی بہتری پر اطمینان کا اظہار کیا، جس سے دلی خوشی ہوئی تھی، مگر تقدیر کا لکھا ہوا کون بدل سکتا ہے؟ اتوار کے روز حضرت مولاناؒ پر فالج کا دوبارہ حملہ ہوا اور دماغ کی رگ پھٹنے سے اُن کی حالت خراب ہوگئی، اگلی صبح مولاناؒ ہزاروں عقیدت مندوں اور شاگردوں کو اشکبار چھوڑ کر راہی دارِ بقا ہوگئے۔ کسی شاعر نے کہا ہے:

بس اتنی سی حقیقت ہے فریب خواب ہستی کی
کہ آنکھیں بند ہوں اور آدمی افسانہ ہو جائے

مگر مولانا ظاہر شاہؒ جیسی شخصیات آنکھیں بند ہو جانے سے افسانہ نہیں ہو جایا کرتیں، اُن کی علمی وروحانی خدمات انہیں ایک زندہ وجاوید حقیقت کی شکل میں زندہ رکھتی ہیں۔

نماز جنازہ صدر جامعہ دارالعلوم کراچی مفتی محمد رفیع عثمانی نے پڑھائی، بعد ازاں انہیں جامعہ دارالعلوم کراچی کے احاطے میں واقع قبرستان میں سپردِ خاک کر دیا گیا۔ انہوں نے ۶۸/ سال عمر پائی۔ پسماندگان میں بیوہ اور ہزاروں شاگرد چھوڑے۔ نماز جنازہ میں کراچی بھر کے دینی مدارس کے ہزاروں علماء وطلباء نے شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ مولانا ظاہر شاہؒ کی بال بال مغفرت فرمائے اور ہم پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے، آمین۔